رجسٹرڈ نمبر اے ۲۰۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حب وطن از ملک سلیماں خوشتر | خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد | می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

پانزدہ روزہ

کاکوری اخبار

[illegible]

سالانہ چندہ	۲؎
فی پرچہ	۱؎

جلد | کاکوری دوشنبہ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۴۱ء مطابق ۲۸ رمضان المبارک سنہ ۱۳۶۰ھ | نمبر ۱۲

ہلال عید

منشی اعجاز حسین علوی اعجاز مرحوم کاکوروی

اسکیلئے فتح و نصرت نے ہلال عید | کیا مسرت کی مسل اونکے لایا ہے نوید
کیا ہے دامن میں پنہاں ہر کوئی دور عید | کیا حقیقی شادمانی کی زمین پھر بھی امید
یا تقلالایا ہے تو رسمی مسرت کے لئے | چار دن کی چاندنی کو اپنی شہرت کیلئے
جھک کے کعبہ کی طرف کرتا ہے تو کسکو سلام | کیا نظر آتا ہے تجھکو گنبد خیر الانام
جلبلہ اور آستاں پر ہو اگر تو وقت شام | ہم غریبوں کا بھی پہنچا دے خدا را پیام
ہمکو واں بلوائے عیدیں سنانے کیلئے | کیا ہمیں یہ بار فرقت کا اٹھانے کیلئے
ہند میں ہو خاک ہمکو عید رمضان کی خوشی | گر زمیں اپنی ہی جب طوق غلامی میں پھنسی

دست شفقت پھیرئے فرق سیہ کاروں پہ بھی
ہو نگاہ رحم شاہا ہم گنہگاروں پہ بھی

ہلال عید

از انیس نگار صاحبہ عباسی کاکوری

ہلالِ عید۔ تو نظر آ رہا ہے، افق قریب سے چمکیلے سرخ بادلوں میں عریاں۔ سب تیری زیارت سے اپنے دلوں میں مسرت و اطمینان کا جذبہ لیکر مسرور و شاداں اپنے گھروں کو واپس جا رہے ہیں تو بھی بازار عشق ٹھنڈا ہوتا دیکھ کر جلد مغرب میں منھ چھپا لے گا۔

اے معشوق مزاج ہلال۔ تو میرے وطن پر بھی اپنی نیم نگاہوں سے حشر برپا کر دے گا۔ بہت سی لبریز شوق نگاہیں تیری طرف اشتیاق دید میں اٹھیں گی۔

آہ۔ چند ہستیاں ایسی بھی ہونگی جنکی نظریں افسردہ ہوں گی جذبات پائمال۔ اے ملکۂ شباب، ہلالِ عید، اے مربی نشاط و سرور، اگر تیرے غرور حسن میں کمی آنے کا خدشہ نہ ہو تو۔ ان حسرت نصیب ہستیوں کو زرین کرنوں کے ذریعہ تسلی دینا اور لبریز تمنا" دلوں کو ایک غریب الوطن کی طرف سے عید کی مبارکباد" پیش کر دینا۔

بقیہ اورنگ آباد کی اطلاع:- (۲) میر شامن علی عباسی کی طبیعت ابھی درست نہیں۔ بخار تو اب نہیں ہے لیکن معدہ ہنوز درست نہیں ہوا ہے۔ پرہیز و دوا جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد تمام شکایات رفع فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد۵ | کاکوری دوشنبہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۲

اجتماعی نیکیاں

حسب ذیل نوٹ اخبار "ایمان" نے عرصہ ہوا درج کیا تھا جسکو آج ہم اپنے ناظرین و ناظرات کے استفادہ کے لئے درج کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ اسکو پورے غور و توجہ سے پڑھا جائیگا اور عمل کرنے کی کوشش کیجائے گی۔ (ایڈیٹر)

اسلام ایک اجتماعی مذہب ہے۔ مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ اجتماعی زندگی بسر کریں۔ اسکی ہر نیکی اجتماعی رنگ سے رنگین ہو اور اس کا جو قدم اٹھے وہ اجتماعی مقصد کے لئے اٹھے۔ انفرادیت اسلامی روح کے منافی ہے اور اسلام کے لئے اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے یہاں تک کہ اسلامی احکام و فرائض اور عبادت کے لئے بھی سب سے بڑی شرط اجتماعیت ہے۔ نماز اجتماعی زندگی کا ستون ہے اور دن میں پانچ مرتبہ مسلمانوں کو اجتماعیت کی مشق کرائی جاتی ہے۔ روزہ بھی اسی اجتماعیت کا مظہر ہے کیونکہ اس کے مظاہر تراویح وغیرہ اسی مقصد کی تکمیل کا ذریعہ ہیں۔ زکوٰۃ بھی اس اصول سے باہر نہیں اور اسی لئے اسکی خاطر بیت المال کے قیام کا حکم دیا گیا ہے علی ہذا حج کی بھی یہی حالت ہے اور اسی لئے اس فریضہ کی ادائی کیلئے ایک تاریخ۔ ایک میدان اور ایک ملک مخصوص کیا گیا ہے اور اس میں شرکت کرنے والوں کو بھی ایک لباس، ایک جذبہ، اور ایک مقصد کی ہدایت کی گئی ہے۔

مگر حیرت ہے کہ جس قوم کا پورا دائرہ زندگی اجتماعیت سے گھیرا ہو وہ دنیا میں سب سے زیادہ انفرادیت کی طرف مائل ہے اور اسکی تمام نیکیوں پر انفرادیت غالب آگئی ہو اسلام نے اجتماعی نیکیوں پر اس لئے زور دیا ہے کہ عملی دنیا میں انسانی مقصد کی کامیابی اسی پر منحصر ہے مگر ہم اسے نظر انداز کر کے اپنی اپنی خواہشات کی پیروی میں لگ گئے ہیں۔

اجتماعی نیکی کا جذبہ دوسری قوموں میں تیزی سے پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ آپ آئے دن اخبارات میں پڑھتے ہونگے کہ فلاں ہندو نے فلاں یونیورسٹی کو اتنے لاکھ روپے دے کوئی اپنے لڑکے کی شادی کے موقع پر پاٹھ شالہ اور گؤشالہ کے نام پر دان کرتا ہے کسی رائے صاحب نے اتنے ہزار روپیہ دستکاری کے لئے اسکول کو دینے کا اعلان کیا۔ آریہ سماج کے جلسہ میں دو تین لاکھ جمع ہو جانا کوئی بات نہیں۔ آریہ سماج مذہبی جماعت ہے اور جس نے بھی اسے چندہ دیا گویا مذہب کی تبلیغ اور استحکام کیلئے دیا۔

عید مبارک

اس کا مقابلہ ذرا مسلمانوں کے جلسوں وغیرہ سے کر کے دیکھئے پھر معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی مذہبی، سیاسی اور تعلیمی اجتماعات کی حالت کسقدر قابل رحم ہے۔ گلا پھاڑنے کے باوجود کتنے پیسے جمع ہوتے ہیں اور پیسہ دینے سے قبل کتنی دفعہ چندہ خوری کا الزام عائد کر کے اسلامی قومیت کو رسوا کیا جاتا ہے۔ مگر سالگرہیں۔ سینما تھیٹر۔ جوے کے اڈے بار روم و شراب خانہ وغیرہ کی رونق اسی قوم کے دم قدم سے ہے۔ وہاں نہ مفلسی کا رونا ہے اور نہ قرض کے دباؤ کی شکایت ہر شخص شام کو کپڑے جھاڑ کر حاتم بن جاتا ہے اور جبتک ادھر ادھر لغویات میں کچھ بجٹ نہ چڑھا آئے چین نہیں آتا۔

مردہ قوموں کا نشان یہ ہے کہ جب کوئی جماعتی کام انکے سامنے آتا ہے تو ایک فیصدی آدمی کام کرتے ہیں اور باقی ۹۹ فیصد اعتراضوں اور نکتہ چینیوں کے لئے وقف ہو جاتے ہیں۔ الرحمٰن الرحیم مسلمانان ہند کی حالت کی تو یہی اصلی تصویر ہے۔

نقوش

جوئے کی کثرت :- ہمارے پاس اس کی برابر اطلاعات آرہی ہیں کہ قصبہ و مضافات میں جوئے کا بہت زور ہے اور یہ بھی اطلاعات ملی ہیں کہ پولیس دیکھتی یا جانتی ہے لیکن لطف اندوز کرتی ہے مختلف اڈے قائم ہیں جہاں باقاعدہ جوا ہوتا ہے جسکا آخری نتیجہ چوریاں ہیں چنانچہ آج کل قصبہ میں چوریوں کے واقعات برابر ہونے کا حال معلوم ہوا ہے۔ چھوٹے چھوٹے واقعات سے اب بڑی بڑی چوریاں ہونے لگی ہیں۔ اگر پولیس ابتدا ہی میں چھوٹے واقعات میں پوری دلچسپی لیتی اور اپنے فرائض منصبی کا احساس کرتی تو بڑے واقعات ہو ہی نہیں سکتے اہلکاران پولیس اگر اپنے فرائض مستعدی سے ادا کریں اور پبلک بھی انکی امداد کرے تو چھوٹا بڑا کوئی واقعہ پیش ہی نہیں آسکتا۔

جوئے کا سدباب کیا جائے اور ایسے لوگوں پر نگاہ رکھی جائے جو مشتبہ چال چلن کے معلوم ہوں پبلک صحیح اطلاعات پولیس کو پہونچائیں اور پولیس کے لوگ اپنے فرائض کو نیک نیتی سے انجام دیں تو بڑا امن و چین رہے۔

جوئے کی وجہ سے اہل قصبہ نالاں تھے ہی کہ اب چوریوں کی وجہ سے سب لوگ بہت متفکر و پریشان ہو رہے ہیں ہم افسران پولیس کو ایمانداری و نیک نیتی سے اپنے فرائض ادا کرنے کی جانب توجہ دلاتے ہیں کہ وہ پوری قوت سے اپنے ماتحتوں کے ذریعہ جوئے چوری اور اسی قسم کی دوسری واقعات کو روکنے کی کوشش کریں۔

ٹاؤن ایریا کی سڑکیں اور راستے :- قصبہ میں پختہ سڑکوں کی حالت اس قدر بدتر ہو رہی ہے کہ قدم قدم پر ٹھوکر کھا کر گر پڑنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ تمام دنیا میں اصول ہے کہ سڑکوں کی سالانہ مرمت ہوتی ہے اور تیسرے سال نئی تعمیر ہوتی ہے مگر ہمارے یہاں قصبہ کے سٹی فادرس نے ایسے اصول اپنے یہاں مقرر ہی نہیں کئے۔ نئی سڑکوں یا راستوں کی تعمیر سے یہ اچھا ہے کہ جو سڑکیں اور راستے پہلے سے ہیں انکی مرمت و تعمیر کا باقاعدہ انتظام کیا جائے اور وہ اچھی حالت میں رکھی جائیں۔ اسکے بعد اگر رقم بچے تو جدید سڑکیں یا راستے پختہ کئے جائیں۔ سڑکوں کی ناگفتہ بہ حالت تو تھی ہی خام راستے بھی ناقابل گذر ہیں۔ بہت سے راستہ ایسے ہیں جن کی تین تین برس سے مرمت ہی نہیں ہوئی ہے۔ راتوں کو کیا دن میں بھی ناقابل گذر رہتے ہیں۔ ہم کو ٹاؤن ایریا کی مفلسی کا حال معلوم ہے مگر ایسی نہیں کہ چھوٹے چھوٹے کام نہ ہو سکیں۔ ممبران و چیرمین اپنے ذمہ داریوں کا اگر احساس کریں اور کبھی کبھار قصبہ کی گلی کوچوں کو دیکھیں تو انکو سڑکوں۔ راستوں وغیرہ کا حال معلوم ہو اور پبلک کی تکالیف کو محسوس کریں۔

وقت کی دولت

شرافت حسین صاحب مدرس

سچ یہ ہے کہ وقت وہ سرمایہ ہے جو ہر شخص کو قدرت کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ جو لوگ اس سرمایہ کو معقول طور سے کام میں لاتے ہیں وہی جسمانی و روحانی راحت و مسرت حاصل کرتے ہیں وقت کی دولت وہ سرمایہ ہے کہ اسکے صحیح استعمال سے ایک وحشی، مہذب بن جاتا ہے اور ایک مہذب فرشتہ سیرت اسی کی برکت سے جاہل، عالم، مفلس، تونگر اور نادان تجربہ کار بنتے ہیں۔ انسان کو اطمینان، خوشی اور آرام ہرگز میسر نہ ہوتا اگر وہ مناسب طریقہ پر اپنے اوقات صرف نہ کرتا۔

وقت ایک قیمتی دولت ہے جو اس دولت کو بے حساب خرچ کرتا ہے وہ روز بروز مفلوک و مبتلا ہوتا جاتا ہے۔ اسکی زندگی رنجیدگی و پریشانیوں سے گھری رہتی ہے اور موت بھی اسکو اس اندوہ و کلفت سے نہیں چھڑا سکتی۔

وہ جس طرح جیتے جی قسمت وتقدیر کو کوستا رہا اسی طرح مرنے کے بعد وقت گذشتہ اور عمر رفتہ کے لئے حسرت واندوہ میں مبتلا رہے گا۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ وقت ضائع کرنا بھی ایک طرح کی خودکشی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ خودکشی ہمیشہ کے لئے زندگی سے محروم کردیتی ہے اور تضیع اوقات ایک محدود زمانہ تک زندہ کو مردہ بنا دیتی ہے۔ یہی منٹ۔ گھنٹے اور دن جو غفلت و بیکاری میں گذر جاتے ہیں اگر آدمی حساب کرے تو انکی مقدار مہینوں بلکہ برسوں تک پہونچتی ہے اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ تیری عمر سے دس۔ پانچ سال کم کردیئے گئے تو اسکو یقیناً سخت صدمہ ہوگا۔ لیکن وہ خود معطل بیٹھا ہوا اپنی عمر عزیز برباد کر رہا ہے مگر اسکے زوال وفنا پر کچھ افسوس نہیں کرتا۔

اگرچہ وقت کا بیکار کھونا عمر کا کم کرنا ہے۔ اگر یہی ایک نقصان ہوتا تو بھی چنداں غم نہ تھا کیونکہ دنیا میں سب کو عمر طویل نصیب نہیں ہوتی لیکن بہت بڑا نقصان وخسارہ جو بیکاری ووقت ضائع کرنے سے ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بیکار آدمی کے خیالات ناپاک اور زبون ہوجاتے ہیں طمع، حرص، ظلم حق تلفی، نافرمانی اگر وہی اشخاص کرتے ہیں جو معطل وبیکار رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کچھ نہ کچھ کرنے کے واسطے بنایا گیا ہے۔ جبتک اسکی طبیعت اور اس کا دل ودماغ نیک ومفید کام میں مشغول نہیں ہوگا۔ اسوقت تک اس کا میلان ضرور بدی ومعصیت کی طرف رہے گا۔ بس اگر آدمی آدمی بننا چاہتا ہے تو سب کاموں سے مقدم کام اس کے واسطے یہ ہے کہ وہ اپنے وقت کا نگران رہے۔ ایک لمحہ بھی فضول نہ کھوئے اور ہر کام کیلئے وقت اور ہر وقت کے لئے ایک کام مقرر کرلے۔

جو لوگ وقت کے پابند ہوتے ہیں وہ اپنے کام تندہی اور چستی سے کرتے ہیں، انکو کام کے انجام دینے کا خیال لگا رہتا ہے کسی دوسرے کے تقاضے اور تاکید کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ خود انکی طبیعت ان کو مجبور کرتی ہے کہ عین وقت پر اور مقررہ مہلت کے اندر کام سے فراغت حاصل کرلیں۔ یہ چستی انکی خصلت وعادت بن جاتی ہے اور بغیر اس طریقہ کارگذاری کے انکو چین ہی نہیں آتا۔ جب وقت مقررہ پر کام کرلینے کی عادت پڑ جاتی ہے تو وقت میں بڑی وسعت وبرکت معلوم ہوتی ہے اور ایک کام انجام دینے کے بعد دوسرا کام کرنیکی رغبت پیدا ہوتی ہے ایسا شخص باوجود کثرت کام کے سیر وتفریح کیلئے دوستوں کی ملاقات، خواب وآرام کے لئے فرصت نکال لیتا ہے۔ برخلاف اسکے جو آدمی وقت کے پابند نہیں ہوتے وہ کام کے کرنے میں سستی وکاہلی کرتے ہیں اور اس خراب عادت کیوجہ سے وقت گذر جاتا ہے اور کام بدستور باقی رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگوں کو وقت کم اور کام بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے اسی لئے ایسے لوگ تنگی وقت کے نالاں رہتے ہیں اور عدیم الفرصتی کا گلا کرتے رہتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے اپنے وقت کی قطع وبرید کرکے اس کو تنگ بنا لیتے ہیں۔

مشغلہ اور محنت میں خدا نے ایک یہ بھی برکت رکھی ہے کہ شاغل اور محنتی آدمی کے خیالات میں ہمیشہ یکسوئی رہتی ہے وہ قانع، سخی، منصف مزاج، دیانتدار، شکر گذار اور باادب بن جاتا ہے۔ وہ اپنے اوقات کو بھی عزیز رکھتا ہے اور دوسروں کے اوقات میں خلل انداز نہیں ہوتا۔ کسی سے اگر وقت معین کا وعدہ کرلیتا ہے تو اس وعدہ کو وفا بھی کرتا ہے دوسروں کو انتظار کی تکلیف میں تابقدور نہیں ڈالتا۔ بخلاف اور کاہلوں کے حالات پر غور کرو تو معاملہ برعکس نظر آتا ہے نہ وہ اپنے وقت کی قدر کرتے ہیں نہ دوسروں کے وقت کی پرواہ۔ انکے نزدیک وعدہ وفا کرنا یا وقت پر کسی کام کو انجام دینا کوئی چیز نہیں۔ ایسے لوگ ریل گاڑی پر سفر کرتے ہیں تو ایسے وقت اسٹیشن پہونچتے ہیں جب روانگی کی سیٹی ہوچکتی ہے اگر ریلوے کے قواعد میں ان لوگوں کیلئے

رعایت کی جاتی جو وقت کے پابند نہیں ہیں تو بھی ریل جو ایک گھنٹہ میں بیس چالیس میل سفر طے کرتی ہے چھکڑے سے بدتر ہو جاتی۔ بہت سے ہمارے بھائی ایسے ہیں جو ریل پر سفر کرنا اس وجہ سے زحمت سمجھتے ہیں کہ وقت کی پابندی کرنا پڑتی ہے۔

عزیزو! وقت کو فضول اور لغو باتوں میں ضائع نہ کرو۔ بیکار پڑے رہنے کی عادت بہت بری ہے۔ دیکھو باکار اور محنتی آدمی کیسے خوش و خرم رہتے ہیں۔ خوب کھاتے پیتے اور تندرست رہتے۔ تمام دن خوشی و چین سے گذارتے رات کو اپنی نیند سوتے اور دوسرے دن جاگتے ہیں تازہ دم ہو کر پھر وہی کام کرتے ہیں جو پہلے روز کئے تھے۔ ایسے لوگوں کو وہ نعمتیں حاصل ہیں جن کو دولتمند اپنی ساری دولت خرچ کر کے بھی خرید نہیں سکتے۔

تہذیب کا تحفہ

ولایت کے تعلیم یافتہ ایک ڈاکٹر نے امراض دندان کے ماہر کا ایک مضمون "دانتوں کے امراض کیوں بڑھ رہے ہیں" کے عنوان سے شائع کیا ہے اس کے اقتباس ذیل ذرا غور سے پڑھنے کے لائق ہیں:-

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ ناشائستہ قوموں کے دانتوں میں باوجود بے احتیاطی کے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی لیکن شائستہ قوموں کی حالت اس کے بالکل برخلاف ہے۔ بمثال کے طور پر اگر افریقہ کے ایک ہزار حبشیوں کے دانتوں کا امتحان کیا جاتا ہے تو ایک کے دانتوں میں بھی کوئی بیماری نہیں پائی جاتی مگر یورپ میں ہزار میں سے ایک کے دانت صحیح و تندرست نہیں ملیں گے۔ رائل ڈنٹل کالج آف لندن میں جہاں میں نے تعلیم پائی، ایک ہزار کے قریب دانتوں کے مریض روزانہ آ جاتے تھے سیکڑوں کی تعداد میں ایسے بچے بھی آتے تھے جو دانتوں کی ایسی بیماریوں میں مبتلا پائے گئے جن سے ہمارے ہندوستان کے ڈاکٹر ناآشنا ہیں۔ جوں جوں آج کل کے زمانے کی شائستگی ہندوستان میں بڑھ رہی ہے اسی قدر دانتوں کے امراض بھی دن بدن ترقی کر رہے ہیں"۔ (رسالہ ہمدرد صحت)

شہادت ایک ماہر فن کی زبان سے ادا ہو رہی ہے کہتا ہے کہ:-

(۱) افریقہ کے غیر متمدن کالوں میں فی ہزار ایک بھی دانتوں کا مریض نہیں پایا جاتا۔

(۲) یورپ کے متمدن گوروں میں فی ہزار ایک کے بھی دانت تندرست نہیں۔ سو فیصدی مریض۔

(۳) لندن کے صرف ایک اسپتال میں ہزار ہزار مریض روزانہ دانتوں ہی کے آتے رہتے ہیں۔

(۴) جس نسبت سے ہندوستان میں تہذیب و تمدن کے حدود وسیع ہوتے جا رہے ہیں اسی نسبت سے یہاں بھی دانتوں کے امراض بڑھ رہے ہیں۔

ان طبی حقائق، مشاہدات و تجربات پر کسی تبصرہ کی ضرورت باقی ہے؟ سوا اس کے کہ ان تحائف تہذیب کو صرف دانتوں کے امراض تک کیوں محدود کیجئے؟ آنکھوں کے امراض، عصبی امراض، دل کے امراض، معدہ و آلات ہضم کے امراض، مردانہ امراض، زنانہ امراض غرض کہ امراض جسمانی کا کوئی سا باب کھول لیجئے اور تہذیب کی مصنوعی زندگی اختیار کرنے والوں اور فطرت کی سادہ دنیا میں بسر کرنے والوں کے درمیان مقابلہ کر لیجئے۔

(ماخوذ از اخبار ایمان)

زندگی!!

میں سمجھے ہوئے تھا کہ زندگی دکھ سکھ کا ایک کھیل ہے طلوع آفتاب کے بعد پرندوں نے میٹھی آواز میں کہا۔

زندگی قدرت کا ایک خوبصورت عکس ہے"

غروب ہوتے ہوئے آفتاب نے کہا کہ "زندگی ایک تبدیلی کا نام ہے"

پانی کے بلبلے نے کہا کہ "زندگی ایک چلبلا ہے"

مرجھائے ہوئے گلاب نے کہا "زندگی چند لمحوں کی داستان ہے"

امتحان کی ناکامیابی پر خودکشی کے لئے تیار طالب علم سے معلوم ہوا کہ "زندگی بوجھ ہے"

آبشار کے پانی نے ترنم ریز بیان کرتے ہوئے کہا۔ "زندگی ایک دلفریب نغمہ ہے"

دن بھر محنت کرنے پر بھوکے مرنے والے مزدور نے کہا "زندگی دکھ درد کا امتحان ہے"

دولت کے نشہ میں اندھے امیر نے کہا "زندگی عیش و عشرت ہے۔" اور سنسان جنگل نے کہا "زندگی ایک گہری خاموشی ہے"

بیواؤں کی سرد آہوں سے معلوم ہوا کہ "زندگی آنسوؤں کی دھار ہے"

مغنی نے پر درد نغمہ چھیڑا "زندگی ایک ساز ہے جس کے تاروں سے دلکش اور بھیانک راگ نکلتے ہیں"

ناکام شاعر نے اپنی بھرائی ہوئی آواز میں کہا "زندگی ناکامیوں کا مخزن ہے"

زہد مآب مولویوں اور پنڈتوں نے کہا کہ "زندگی زندہ رہنے اور دنیا میں لطف اٹھانے کی جگہ ہے۔ اور درد محبت کے دیوانوں کو ملنے سے روکنے کی جگہ ہے"

گرد باد گل بکولی نے کہا "زندگی ایک طویل شراب ہے ریت کے دریا سے کس نے پیاس بجھائی"

ارے یہ کیا! اچانک خیالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور میرے دل کی گہرائی سے آواز آئی "زندگی کا راز کس کی سمجھ میں آیا ہے"

عبدالحئی علوی رسوا
متعلم درجہ ہشتم (الف)
اسلامیہ ہائی اسکول۔ لکھنؤ۔

وطن کی خبریں

نوٹ:- اعزہ احباب و جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں بذراہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں و اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کریں (ایڈیٹر)

موسم:- گذشتہ عشرہ میں بارش بالکل نہیں ہوئی۔ اکثر بادل فضا میں نظر آئے اس کے فوراً بعد سرد ہوا چلنے لگی جس سے قرب و جوار میں بارش ہونے کا خیال ہوتا ہے۔ دن میں دھوپ کی تیزی ابھی بدستور ہے البتہ رات کو خنکی ہونے لگی ہے دالانوں اور برآمدوں میں رات گئے سوتی چادر اوڑھنی کی ضرورت ہوتی ہے۔

یاددہانی:- عید کے اجتماع کو نہ بھولیگا حسب دستور بروز عید الفطر ساڑھے چار بجے سہ پہر کو بمقام مولوی محلہ بارہ دری جناب قاضی القضات صاحب بہادر خود آئے اور اعزہ و احباب کو ہمراہ لائے اور اس اجتماع کو پر رونق اور کامیاب بنائے۔

آب و ہوا:- طبر یا بخار کی شکایات سنی جاتی ہیں۔ اور تبدیل فصلین سے لوگوں کے نزلہ و زکام میں مبتلا ہونے کی بھی اطلاعات ملی ہیں۔

رمضان کی چہل پہل:- جن مساجد میں چاند رات سے یا دو ایک دن بعد کلام مجید تراویح شروع ہوئے تھے ان مسجدوں میں حفاظ نے وسط رمضان تک کلام مجید ختم کردئے قصبہ کی زیادہ مساجد میں ابتدا ہی میں قرآن شریف

شروع ہوئے بعض مسجدوں میں تیسرے و چوتھے ہفتہ میں کلام پاک ختم ہوا۔ جہانتک اطلاع ملی ہے شاید ہی ایسی مسجدیں ہوں گی جہاں تراویح میں کلام پاک نہ ہوا ہو۔

ماہ صیام میں جیسی چہل پہل اور دینداری کے مظاہرے قصبہ میں نظر آتے ہیں خدا کرے ہمیشہ قائم رہیں۔

تبادلہ:۔ ڈاکٹر مشتاق احمد علوی، ڈی۔ پی۔ ایچ ڈسٹرکٹ ہیلتھ افسر گورکھپور سے کانپور تبدیل ہوکر گئے ہیں اور وہاں ہیلتھ افسر آف اسکولس کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

معاودت وطن (۱) مولوی نصیر الدین علوی عرصہ کے بعد کلکتہ (جہاں وہ ملازم ہیں) سے بسلسلہ تعطیل دسہرہ وطن آئے تھے بعد ختم تعطیل واپس گئے۔

(۲) منشی عبد العلیم علوی ہاشمی اطلاع دیتے ہیں کہ سب لفٹنٹ محمد احسن علوی (رائل انڈین نیوی) خلف منشی منظور علی علوی ایک ماہ کی رخصت پر ۲ اکتوبر کو وطن پہونچے ۳۰ اکتوبر تک یہاں انکا قیام رہے گا۔ یکم نومبر سے عزیز موصوف کا تقرر بجائے خلیج فارس کے کراچی کے ساحل پر مستقل طور ہو گیا ہے۔ یہ خبر اعزہ کے لیے بہت مسرت بخش ہے۔ ہم شاہ الیہ کے والد ماجد کو صمیم قلب سے مبارکباد دیتے ہیں۔

(۳) اہلیہ منشی حبیب احمد علوی (محلہ باولی) آج کل فیض آباد سے وطن آئی ہوئی ہیں۔

(۴) مسز آئی۔ اے۔ عباسی (قاضی گڑھی) کلکتہ سے لکھنؤ اپنی والدہ و دیگر اعزہ سے ملنے اور الہ آباد میں نوزائیدہ بھتیجی کو دیکھنے آئی ہوئی تھیں۔ چند گھنٹوں کے لئے کاکوری بھی عزیزوں وغیرہ سے ملنے آئی تھیں۔

دزدی (۱) ۱۰، ۱۱ اکتوبر کی درمیانی شب میں منشی محبوب احمد پنشنر ہیڈ کلارک دفتر پولیس (احاطہ حضرت صاحب) کے بالائی کمرہ میں چند چور سیڑھی لگا کر اوپر گئے اور کمرہ کی کنڈی توڑ کر اندر داخل ہوئے۔ نقد و ملبوسات وغیرہ کے علاوہ دو نالی کارتوسی بندوق بھی لے گئے بندوق اور کپڑوں وغیرہ کے بکس صبح کو قریب کے کھیت میں ٹوٹے ہوئے پائے گئے۔ تقریباً چھ سات سو روپیہ کی مالیت کا سب سامان ہوگا۔ ابھی تک کوئی سراغ چوروں کا نہیں لگا ہے۔ نجی طور پر تحقیقات ہو رہی ہے اور پولیس بھی جستجو کر رہی ہے۔

(۲) ۱۲، ۱۳ اکتوبر کی درمیانی شب میں محمد شفیع دکاندار میدان قلعہ کی دوکان کی چھت میں نقب لگائی گئی۔ گھنٹوں زردہ فیکٹری کی قفل شکنی ہوئی۔ بازار کٹرہ میں بھی کسی بنیے کی دوکان کا قفل ٹوٹا۔

صحت و سکون

مولوی اسلام الدین علوی (مولوی محلہ) کو گذشتہ عشرہ میں شدید انفلوانزا ہو گیا تھا۔ کئی دن تکلیف رہی بخار بھی تیز آیا۔ اب اچھے ہیں۔ اور مرض کے اثرات بڑی حد تک زائل ہو چکے ہیں۔

(۲) جناب شیخ فخر الحسن صاحب کے پیر کا زخم خشک ہو گیا ورم بھی اب نہیں ہے اور انگلیوں کے درمیان میں جو زخم ہو گئے تھے وہ بھی خشک ہو رہے ہیں۔ اب کچھ چلنے پھرنے لگے ہیں۔

(۳) حافظ مولوی مصطفےٰ حیدر عرف مجن میاں (تکیہ شریف) کو ۱۱، ۱۲ رمضان کو شدید ملیریا کی شکایت ہو گئی تھی نہایت تیز بخار کئی دن آیا۔ تراویح میں پہلی محراب سنانے والے تھے جسکو ملتوی کرنا پڑا۔ پہلے دن دو پارے پڑھے تھے کہ بخار آگیا دوسرے دن حالت بخار میں دو پارے پڑھے جس سے بخار بہت تیز ہو گیا تھا اب بفضلہ تعالےٰ اچھے ہیں بخار نہیں ہے۔ کمزوری بھی دفع ہو رہی ہے۔

(۴) مولوی ضیاء الدین حیدر (قاضی گڑھی) کو گذشتہ

عشرہ میں شدید ملیریا بخار کی شکایت ہوگئی تھی کئی دن تیز بخار آیا اب بفضلہ بخار نہیں ہے البتہ نقاہت بہت ہوگئی ہے۔ انشاءاللہ کمزوری جلد دفع ہوجائیگی۔

(۵) اہلیہ حاجی اعجاز علی صاحب (محلہ محل) اجمیر آباد سے واپس آگئیں ہیں۔ آنکھ صاف کھلی ہے سرخی دفع ہونے کے بعد انشاءاللہ بینائی کا صحیح اندازہ ہوگا۔ خدا کرے کوئی نقص باقی نہو۔

(۶) اہلیہ خواجہ عزیز احمد علوی کی قلبی تکلیف میں کمی ہے لیکن ابھی ضعف بہت ہے جو بتدریج رفع ہورہا ہے دوا جاری ہے۔ خداوندکریم جلد بالکل تندرست فرمائے۔

(۷) منشی محمد نسیم علوی (محلہ گڑھی) کو سُنا گیا ہے کہ نسبتاً صحت ہے۔ اللہ شفاء کامل عطا فرمائے۔ ریاست ٹونک سے واپس آگئے

علالتین

(۱) قاضی انتظار علیخاں صاحب عباسی کے متعلق دریافت ہوا ہے کہ بمقابلہ پہلے کے ہاتھ و پیر میں جنبش ہونے لگی ہے لیکن دماغی حالت میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہے کمزوری بھی ہے اللہ تعالے بھائی صاحب موصوف کو جلد بالکل صحیح وتندرست فرمائے۔

(۲) محمد مصطفےٰ خلف حکیم منشی حکیم الدین علوی برق مرحوم (محلہ باؤلی) فرخ آباد سے آئے ہوئے ہیں اور میڈیکل کالج لکھنؤ میں داخل ہوکر آنکھوں کا علاج شروع کیا ہے۔ خدا کرے اپریشن کامیاب ثابت ہو اور آنکھوں میں صاف بینائی پیدا ہو۔

(۳) دختر مولوی عبدالرحمٰن علوی (حافظ خضر لقا صاحب) کے متعلق دریافت ہوا ہے کہ اتفاقیہ کوٹھے سے نیچے گر پڑی۔ پیٹھ میں شدید ضربات آنا بیان کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ملیح آباد معالج ہیں۔ اللہ جل شانہ صحت کلی عطا فرمائے

(۴) اہلیہ میر ثابت علی عباسی (محلہ قلعہ) کی شکایات بدستور رہیں ہومیوپیتھک طریقہ علاج کچھ مفید ثابت نہیں ہوا بلکہ دوا کے استعمال سے سینہ پر خشکی معلوم ہوتی اور تنفس کی تکلیف ہوتی تھی۔ ڈاکٹر دگلس کے مجوزہ گولیاں اب استعمال ہورہی ہیں۔ شافی مطلق صحت عاجلہ وکاملہ عطا فرمائے۔

(۵) اہلیہ منشی زکی علی علوی (محلہ باؤلی) کی حالت بدستور ہے۔ کھانسی کی شدت ہے۔ بخار بھی رہتا ہے۔ پشت کی ہڈی میں درد ہے خداوندتعالیٰ شکایت رفع فرمائے۔

(۶) بیوہ ڈپٹی رحاج الدین مرحوم کے متعلق دریافت ہوا ہے کہ کئی دن سے بخار آرہا ہے جس نے موصوفہ کو بہت کمزور کردیا ہے۔ اس ضعیفی میں بخار کی شدت پریشان کن ہے۔ خداوندکریم صحیح وتندرست فرمائے۔

(۷) دختر سوم مولوی نظم الدین حیدر علوی وکیل (مولوی محلہ) کو بمقام لکھنؤ کئی دن بخار (ملیریا) آتا رہا تھا۔ بخار میں کمی ہونے پر کاکوری آگئی تھیں۔ یہاں آکر پھر بخار آنے لگا تعالیٰ اللہ صحت کاملہ دے۔

اورنگ آباد کی اطلاعات (۱)۔ حافظ نصیر احمد علوی خلف ڈپٹی امیر احمد حسین صاحب علوی کے یہاں سہ شنبہ ۲ رمضان المبارک (۳۰ ستمبر ۱۹۴۱ء) بوقت ۲ بجے شام فرزند تولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ مولود کی عمر دراز کرے اور صاحب اقبال ہو۔ زچہ وبچہ بخیریت ہیں

(۲) مولوی حامد حسن علوی بجلی کے طریقہ علاج کا کورس ختم کرکے بمبئی سے اورنگ آباد آگئے ہیں طبیعت بفضلہ چاق ہے اس علاج سے نفع ہوا تکلیف نہیں، شکایت بھی فی الجملہ رفع ہوگئی ہے۔ ڈاکٹر معالج نے ۲۹ر اکتوبر کو پھر بمبئی بلایا ہے۔

(۳) ماجد علی خلف دوم مولوی حامد علی علوی یکم اکتوبر موٹر کے نیچے دب گیا۔ داہنے ہاتھ وپیر میں شدید چوٹ آئی خدا کریم نے بڑا فضل کیا۔ علاج ہورہا ہے اللہ جل شانہ صحت کاملہ عطا فرمائے۔

ڈنمیڈ انڈیا برقی پریس میں باہتمام سید توسل حسین چھپواکر سید محمد شبیر الدین نے دفتر کاکوری اخبار، مولوی محلہ دلال الٰہی، کاکوری سے شائع کیا